مناجاتِ ہندی: اُردو کا پہلا دستیاب حمدیہ مجموعہ

سعدیہ حسن بلوچ☆

Abstract

Urdu language is very rich in the sense that it contains all genres of poetry. The tradition of composing Hamd is very old in Urdu. Almost every worth-mentioning poet has rendered either long or short Hamd. Though Dewan-e-Hamd-e-Ezadi is considered to be the first Hamd anthology in Urdu published in 1908 yet this article theorises that the Dewan-e-Munajaat-e-Hindi of Kanniha Lal Hindi is the first collection of Hamd. This Dewan was published in 1873.

دنیا کی بہت سی زبانوں کے ادب کی طرح اردو ادب کا آغاز بھی بنیادی طور پر شاعری سے ہوا۔ اور حمد نگاری کا آغاز اردو کے آغاز ہی میں ہو گیا تھا۔ دواوین کے آغاز میں حمد کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اردو میں سب سے پہلی حمد لکھنے کا اعزاز فخر دین نظامی کو حاصل ہوا۔ حمد روز افزوں فروغ پاتی اور ترقی کرتی رہی۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں شعرا نے دلکش حمد و مناجات سے اردو شاعری کے دامن کو بھر دیا۔

یہ امر قابلِ ذکر اور تعجب انگیز ہے کہ برعظیم پاک و ہند میں اردو شاعری کی شاندار روایات میں تمام اصنافِ شعری کو بھرپور پذیرائی ملی اور ان کے ان گنت شعری مجموعے بھی شائع ہوئے۔ صرف 'غزل' ہی کی مثال کو لیجیے، جتنا کثیر سرمایہ ہمارے یہاں 'غزل' کا موجود ہے اور کسی صنف کا شاذ ہی ملے۔ مگر گزشتہ چھے سو برس کی علمی و ادبی تاریخ میں حمد و مناجات کے بمشکل ساٹھ کے قریب مجموعے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، وحدت کالونی، لاہور

دستیاب ہوئے ہیں۔ اردو مجموعہ ہائے حمد و مناجات کی تاریخ میں اولیت کا سہرا کس کے سر ہے یہ سوال ہنوز جواب طلب ہے۔ 'حمد' کے موضوع پر اب تک جن محققین نے دادِ تحقیق وصول کی ان میں جناب طاہر سلطانی صاحب اور غوث میاں کے نام نامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں پہلے مجموعہ حمد و مناجات کے حوالے سے ان کی آرا درج کی جاتی ہیں۔ طاہر سلطانی رقم طراز ہیں:

> ''اردو میں اولین مجموعہ حمد ''دیوان ایزدی'' ۱۳۲۷ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا، اس مجموعے کے خالق مفتی محمد سرور لاہوری ہیں''(۱)
>
> ''اس یادگار کتاب کو ۱۳۳۷ھ میں مطبع نامی منشی نول کشور کان پور نے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔''(۲)

اس کے بعد قطعاتِ تاریخ درج کرتے ہیں، جن کے مطابق ہجری سنہ ۱۳۲۷ھ ہے۔ مولانا حامد علی خاں حامد شاہ آبادی کا قطعۂ تاریخ درج کرتے ہیں:

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت میں — تو دیوانوں میں سب سے بڑھ کر یہ ہے
نہ کیوں سر بر آور دہ ہو اس کی نظم — کہ مشہور تصنیف سرورؔ یہ ہے
تصانیف ہے اس کی مطبوع کل — حقیقت میں اعلیٰ سخنور یہ ہے
ہوئی سالِ تاریخ کی مجھ کو فکر — کہ اب مشغلہ میرا اکثر یہ ہے
لکھا جیسے حامدؔ یہ مصراعِ طبع — چھپا خوب دیوان بہتر یہ ہے(۳)

۱۳۲۷ھ

ایک ہی کتاب میں ایک ہی مقام سے شائع ہونے والے دیوان کی تاریخ اشاعت وہ کہیں ۱۳۲۷ھ درج کرتے ہیں اور کہیں ۱۳۳۷ھ۔ ہم اسے سہوِ کتابت سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جناب غوث میاں اس امر کی تحقیق کس انداز میں کرتے ہیں ان کے مطابق:

اردو زبان میں حمد کے موضوع پر پہلا مجموعہ ''دیوانِ حمد ایزدی'' غلام سرورؔ لاہوری

کا ہے جو ۱۸۸۰ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس وقت میرے پیش نظر ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں منشی نول کشور سے شائع ہونے والا نسخہ ہے۔''(۴)

محترم غوث میاں نے یہ تو ذکر کیا ہے کہ ۱۸۸۰ء میں یہ مجموعہ حمد، لاہور سے شائع ہوا مگر اس کی تفصیل درج نہیں کی کہ ۱۸۸۰ء میں اس کے پہلی بار شائع ہونے کی دلیل کیا ہے؟ آیا یہ نسخہ ان کی نظر سے گزرا؟ یا ان کی اس رائے کا ماخذ کیا ہے؟

اکثر اہلِ علم کے علاوہ پروفیسر سحر انصاری نے بھی محترمہ شیبا حیدری کے مجموعہ ''حمد نامہ'' میں اسی امر کا اعادہ کیا ہے۔ کہتے ہیں:

''اب تک کی تحقیق کے مطابق اردو زبان میں حمدیہ شاعری کا پہلا مجموعہ غلام سرور لاہوری کا ہے جو ''دیوان حمد ایزدی'' کے عنوان سے ۱۸۰۰ء مطابق ۱۲۹۷ ہجری میں ''باذن از مرضی مصنف موصوف'' مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔ میرے پیش نظر ۱۸۸۱ء نول کشوری نسخہ ہے۔''(۵)

پروفیسر صاحب نے بھی ۱۸۰۰ء میں شائع شدہ نسخے کا مستند حوالہ نہیں دیا اور ۱۸۸۱ء کا نول کشوری نسخہ جو ان کے پیش نظر ہے، وہ کس شہر سے چھپا ہے۔ اس کا ذکر نہیں کیا ان کے اس بیان سے ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان کے پیش نظر 'دیوانِ حمد ایزدی' کی کون سی اشاعت ہے؟

ڈاکٹر سید عبداللہ نے الحمد از مظفر وارثی کو اردو حمد کا پہلا مجموعہ قرار دیا ہے جو ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا اور ہماری تحقیق کے مطابق حمدیہ مجموعوں میں بارہویں نمبر پر آتا ہے۔ لیکن سید عبداللہ ''تحقیق کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''مظفر وارثی صاحب کے مجموعہ حمد (الحمد) کو اپنی نوعیت کی منفرد عطا کہا سکتا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے آج تک فارسی یا اردو کے کسی شاعر نے خالص حمد کے موضوع پر منظومات کا کوئی مجموعہ نہیں پیش کیا......غرض یہ شرف مظفر وارثی کو حاصل ہے۔''(۶)

'تحقیق' کے عنوان سے اس مختصری رائے میں ڈاکٹر صاحب جیسے عالمِ باخبر کی بے خبری اور تحقیق پر شدید حیرت ہوتی ہے۔

اب ہم "دیوانِ حمدِ ایزدی" کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے اندرونی شواہد دیکھتے ہیں۔ راقمہ کے پیشِ نظر اس دیوان کا وہ مطبوعہ نسخہ ہے جو:

"حسب استعداد شایقین باتمکین مطبع منشی نول کشور واقع شہر کان پور میں بسر پرستی امیر باذل بخی، دریادل معلے القاب، ذی المجد والمحاسن عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہٗ باہتمام کامل منشی بھگو اندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ماہ ستمبر ۱۹۰۹ بار اوّل طبع ہوا"۔(۷)

اس عبارت سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مذکورہ دیوان ستمبر ۱۹۰۹ء میں پہلی بار طبع نہیں ہوا اس سے قبل بھی اس کی چند بار اشاعتیں ہو چکی تھیں اس بارے میں صراحت و وضاحت اسی مقام پر کی گئی ہے:

"المختصر یہ دیوان برکت توامان جو اپنی خوبیوں میں اپنا آپ عدیم النظیر ہے اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نول کشور صاحب سی آئی۔ ای۔ موسوم بہ اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ اور لاہور میں چھپا۔"(۸)

مذکورہ عبارت سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ واقعی یہ دیوان لکھنؤ اور لاہور دو مقامات سے اس سے قبل شائع ہو چکا تھا۔ مگر سال تاریخ کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ دیوانِ مذکورہ کی اولین اشاعت کس سنہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے شواہد کی عدم موجودگی کی بنا پر اور موجودہ نسخۂ واحد کی بنا پر اس رائے پر اصرار کرتے ہیں کہ 'دیوانِ حمدِ ایزدی' کی اولین اشاعت کے سال کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔(۹)

غلام سرور لاہوری کے مذکورہ دیوان کو حمد کے پہلے مجموعے کے مذکور دعوے کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ حمد و مناجات کا پہلا دستیاب مجموعہ "دیوانِ مناجات ہندی" ہے جو ۱۸۸۲ء میں وکٹوریہ

پریس لاہور سے چھٹی بار شائع ہوا، رائے بہادر لالہ کنھیالال ہندی کی طبع لطیف کا شاہکار ہے۔ آپ کا نام لالہ کنھیالال اور ہندی تخلص تھا۔ آپ جون ۱۸۳۰ء میں قصبہ جلیسر (سابق علی گڑھ حال ضلع ایٹہ۔ یو) میں پیدا ہوئے۔ مسرت یاسمین لکھتی ہیں:

''ان کے والد ہرنارائن کالیستھ برادری کے تھے۔ ان کے خاندان کے لوگ سرکاری ملازمتوں کے باعث اردو، فارسی، عربی اور انگریزی پر بھی عبور رکھتے تھے۔ یہ لوگ سلاطین لودھی کے عہد میں فارسی وغیرہ میں تحصیل علوم کر کے سرکاری ملازمتوں میں داخل ہوئے اور مغلیہ حکومت کے زمانے میں بھی نظام حکومت میں دخیل تھے۔ جب ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہوئی تو انھوں نے ان کی طرف دست تعاون بڑھانے میں سبقت حاصل کی اور انگریزی زبان کی تحصیل کو ضروری سمجھا۔ اپنے کلام میں ہندی اپنے خاندان کا تعارف اس طرح کرواتے ہیں۔

منم ہندی ہند کالیستھ قوم

کہ کایستھ باشند شائستہ قوم (۱۰)

۱۸۴۶ء میں میٹرک میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے سو روپے وظیفہ برائے انجینئرنگ کالج رڑکی حاصل کیا۔ دو سال میں انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کر کے سرکاری ملازمت حاصل کی۔ ۱۸۶۶ء میں ملازم ہوئے اور ۱۸۸۵ء میں پچپن برس کی عمر میں ریٹائر ہوئے۔ وہ پہلے ہندوستانی ہیں جو ایگزیکٹو انجینئر کے عہدے تک پہنچے۔ انھوں نے ۲۳ فروری ۱۸۸۸ء کو وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد نواں کوٹ لاہور کے مقام پر ان کی سمادھ کے طور پر ایک یادگار بنوائی گئی اور اس سے متصل مندر رام چندر جی بھی تعمیر کروایا گیا۔ (۱۱)

کسریٰ منہاس نے اپنے مضمون لاہور کے مورخ مشمولہ نقوش لاہور نمبر ۲ میں ان کی گیارہ تصانیف نظم ونثر کا مفصل ذکر کیا ہے۔ جن میں گلزار ہندی، بندگی نامہ، ماتقیمان کوئے دلدار یم، یادگار

ہندی، مناجاتِ ہندی، مخزن التوحید، اخلاقِ ہندی، ظفر نامہ رنجیت سنگھ المعروف بہ رنجیت نامہ، تاریخِ پنجاب، نگاریں نامہ اور تاریخِ لاہور شامل ہیں۔(۱۲) ان کی منظوم و منثور تصانیف میں "تاریخِ لاہور" ایک یادگار تصنیف ہے۔ جسے تاریخی دنیا میں امٹ تالیف کہا جا سکتا ہے۔ جس طرح 'تاریخِ لاہور' ان کی نثری کتب میں زندہ و جاوید حیثیت کی حامل ہے، اسی طرح 'دیوانِ مناجاتِ ہندی' اردو شاعری میں حمد و مناجات کا اولین اور معیاری مجموعہ ہونے کے ناطے، ان کی شہرتِ دوام کا باعث ہے۔

مفتی محمد سرور لاہوری، جن کے 'دیوانِ ایزدی' کو حمد کا اولین مجموعہ قرار دیا جاتا ہے کنہیا لال کے صرف استاد ہی نہ تھے بلکہ ان پر حد درجہ مہربان اور کمال شفقت فرماتے تھے۔ مفتی صاحب کی سرپرستی میں لالہ کنہیا لال ہندی کے جوہر کمالات چمکے اور ان کا فطری ذوق جلا پانے لگا۔ ان دونوں کے درمیان عقیدت، احترام اور مہر و محبت کی جھلکیاں ہندؔی کی زندگی اور ان کے کلام میں بھی ملتی ہیں۔

مفتی سرورؔ لاہوری نے کنہیا لال کے تقریباً ہر شعری مجموعے کے قطعاتِ تاریخ کہے اور بعض اوقات ایک ہی کتاب کے ایک سے زاید قطعات کہے اور ہر اشاعت پر نئے قطعات کہتے رہے۔ مثلاً 'مناجاتِ ہندی' کی اولین اشاعت ۱۲۹۰ھ پر آپ نے ذیل کا قطعہ کہا:

یہ ہے سالِ تاریخ طبع عجیب مناجات ہندی عجیب و غریب
یہ تاریخ ہجری ہے اے اہلِ دیں مناجات ہندی ہے روشن یقین(۱۳)

۱۲۹۰ھ

سرورِ لاہور نے لکھی عجب تاریخ طبع عمدہ یہ دیواں بہ لہ چھپ چکا چھ مرتبہ(۱۴)

اور 'مناجاتِ ہندی' کی چھٹی اشاعت پر یوں تاریخ کہی:

۱۲۹۹ھ

کنہیالال ہندی کے اس تاریخی دیوان کے سرورق پر یہ الفاظ مرقوم ہیں:

''الدعوات والحاجات وباعث المغفرۃ والنجاۃ بہ تفصلات ایزدی وتلقات سرمدی یہہ کتاب الموسوم بہ ''دیوانِ مناجات ہندی۱۸۸۲ء مصنفہ شاعر نازک خیال جناب رائے بہادر کنہیالال صاحب اگزیکٹو انجینئر لاہور ڈویژن، وکٹوریہ پریس لاہور میں باہتمام راہ سیّد جعلیشاہ کے [کذا] دفعہ ششم، تعداد چھاپہ ۵۰۰ جلد'' (۱۵)

کتاب کے سرورق پر عی دفعہ ششم کے الفاظ درج ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ۱۸۸۲ء میں دیوان مناجات ہندی چھٹی بار شائع ہوا۔ متن میں اندرونی شواہد اس امر کی دلیل ہیں کہ دیوانِ مناجاتِ ہندی پہلی بار ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں شائع ہوا۔ کنہیالال ''تمہید و عرضِ حال مصنف'' کے عنوان کے تحت اپنی مطبوعہ کتب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

لکھی پہلے ''گلزارِ ہندی'' کتاب ہوئے بہرہ ور جس سے اہلِ صواب
لکھا ''بندگی نامہ'' دلربا ہوئے جس سے خوش بندگانِ خدا
لکھا اور ایک نسخۂ زرنگار کہ ہندی کے ہے نام سے یادگار

حاشیے میں ''یعنی یادگار ہندی'' کے الفاظ بھی درج ہیں۔

لکھا اور نسخہ بصد انتظام
کیا جس کا اخلاقِ ہندی ہے نام

ان اشعار سے پتا چلتا ہے کہ کنہیالال نے مناجات ہندی سے قبل چار شعری مجموعے تخلیق کیے جن کے نام بہ ترتیب گلزار ہندی، بندگی نامہ، یادگار ہندی اور اخلاقِ ہندی تھے۔ اور اب اپنے پانچویں مجموعے ''مناجات ہندی'' کی بابت کہتے ہیں:

یہ نسخہ ہوا پانچواں اب رقم بلطفِ خداوندِ اہلِ کرم
بصد شوق لکھی گئی یہہ کتاب بحمد خداوندِ روزِ حساب

ہوئی ہے کہیں حق کی وحدت بیاں   کہیں اوکی کثرت کا ہے ترجماں
کہیں ہے ندا اور کہیں التجا   کہیں ہے دعا اور کہیں ہے ثنا
ہے دلچسپ ہر ایک اوکی غزل   محل پر ہے لکھی گئی برمحل
یہ دیواں ہے مرغوب روحانیاں   یہ نسخہ ہے محبوب یونانیاں
یہ ہے مدحِ فرمان دہ کارساز   یہ ہے وصف دادار دلائے راز
یہ ہے حمد پروردگار جہان   یہ ہے مدحِ روزی دہِ بندگان
چھپے نظم مطبوع ہر خاص و عام   خدا سے فقط جس کو ہے انتظام
یہ تحریر اب ہو چکی جب رقم   ہوا سرنگوں بندگی میں قلم
''مناجات ہندی'' ہوا اس کا نام   بصد فخر مطبوع اہلِ کلام
بتاریخ تصنیف و ختم کتاب   کیا جبکہ ہندی نے ڈھمیں حساب
کہا ہاتفِ غیب نے اس کا سال   مناجات ہندی عدیم المثال(۱٦)

۱۲۹۰ھ

اس طرح یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ دیوانِ مناجات ہندی ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء کی تصنیف ہے اور اسے بجاطور پر اردو کا پہلا حمدیہ ومناجاتیہ دیوان ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس لیے کہ اگر ہم پروفیسر سحر انصاری اور غوث میاں کے اس دعوئی بے دلیل کو تسلیم بھی کر لیں کہ ''دیوانِ حمد ایزدی'' از مولوی غلام سرور لاہوری پہلی بار ۱۸۸۰ء میں لاہور سے شائع ہوا، پھر بھی دیوانِ مناجات ہندی کو تقدیم حاصل ہے کہ یہ اس سے سات برس قبل زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔

مجموعے کے آخری صفحات پر خاتمۃ الطبع کے عنوان سے ناشر کی رائے سے پتا چلتا ہے کہ اس سے قبل یہ دیوان پانچ مرتبہ چھپ کر بے قیمت تقسیم ہوا اور اب مع اضافہ شائع ہو رہا ہے۔ لکھتے ہیں:

''اگر چہ پہلے ہی پانچ مرتبہ یہہ عمدہ دیوان لاہور میں چھپ کر با ارشاد جناب

مصنف صاحب شائقین با تمکین کو مفت بے قیمت تقسیم ہوا ہے مگر اب کے چھاپہ میں رائے صاحب ممدوح نے اور بھی اس عجیب و غریب دیوان کو زیادہ کیا اور بحرِ طویل کے بتیس بند لکھ کر اس کے آغاز میں ایزاد کر دی، جس سے اس عارفانہ کتاب کے زیب و زینت دو چنداں ہو گئی۔" (۱۷)

کنہیا لال نے چھٹی اشاعت پر دو قطعات تاریخ بھی آخر میں نظم کیے ہیں۔ ہجری اور عیسوی دونوں حوالے سے ہمارے پیش نظر سند موجود ہے۔ عیسوی سنہ کے ۹ اشعار پر مبنی قطعہ تاریخ سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

یہہ مناجات کنہیا لال ہندیے دوستو
عی خدا کے فضل سے چھاپی گئی چھہ مرتبہ
مطلع امید پر چھہ بار نکلا ہے یہ چاند
چار سو پھیلی ہے اس کی روشنی چھہ مرتبہ
مصرع تاریخ لکھ ہندی بسالِ خاتمہ
نظم ہندی کی بس اب کے چھپ چکے چھہ مرتبہ (۱۸)

۱۸۸۲ء

ہجری سن ۱۲۹۹ھ کے مطابق قطعہ تاریخ ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ آخری شعر جس سے تاریخ اشاعت نکلتی ہے، درج ذیل ہے۔

بہر سال طبع ہندیے کر رقم تاریخ و سال

۱۲۹۹ھ

چھپ چکا ابتک یہہ دیوانِ کلاں چھہ مرتبہ (۱۹)

مفتی غلام سرورؔ لاہوری نے، جن کے ''دیوانِ حمدِ ایزدی'' کو پہلا دیوانِ حمد قرار دیا جاتا ہے نے بھی اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں قطعات تاریخ رقم کیے ہیں۔ جن سے ان دونوں ہم عصر شعرا کے درمیان ربط و تعلق کا بھی علم ہوتا ہے اور کنہیالال کی عظمت شاعرانہ کا بھی۔ مفتی صاحب، کنہیالال کی شاعری کے لفظی و معنوی محاسن اور کلام کی مقبولیت کی اس طرح تحسین فرماتے ہیں:

چہ دیوان است دیوانِ مناجات	عجائب نسخہ و نظم گہر بار
حروفش صورت و اللیل مشکیں	بشکل والضحیٰ مضمون پر انوار
چوشد مطبوع طبع نکتہ داناں	زمانہ شد بقدر جاں خریدار
بہر قریہ بہر شہر و بہر ملک	شد از دیوانِ ہندی گرم بازار
راقم [رقم] کرد است این دیوانِ رنگیں	کنہیا لال ہندی بخت بیدار
بدین نسخہ رجوع خاطر آورد	ہر آن شخصیکہ گشت از عشق بیمار
پئی تاریخ طبش طبع سرورؔ	بگفتا طبع شد دیوان ششم بار(۲۰)

۱۲۹۹ھ

اگر دونوں دواوین (دیوان مناجات ہندی اور دیوان حمد ایزدی) کے مشمولات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو بھی ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ غلام سرور لاہوری کے دیوان کو اردو مجموعۂ حمد کہنا بھی درست نہیں ہے۔ اپنی رائے کی تائید میں ہم درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) دیوانِ حمدِ ایزدی میں صرف اردو کلام نہیں ہے بلکہ اس میں ۷ غزلیات بزبانِ فارسی بھی ہیں اور اس کا آغاز بھی فارسی غزل سے ہوتا ہے۔ جبکہ مناجاتِ ہندی میں کسی بھی قسم کا فارسی کلام شامل نہیں اور وہ از آغاز تا اختتام صرف اردو کلام ہے۔

(۲) دیوانِ حمدِ ایزدی کے سرورق پر دیوان کی خصوصیات کی صراحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''مجموعہ غزلیات کا ردیف وار حمد باری میں کلام گہر بار نصائح کا ماخذ و مبادی''(۲۱)

جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ 'ردیف وار غزلیات'' کا مجموعہ ہے جبکہ دیوان میں غزلیات کے علاوہ مسدس، مخمس اور ترکیب بند بھی موجود ہے۔ اس لئے اسے صرف 'مجموعہ غزلیات کا ردیف وار' کہنا مناسب نہیں۔

دوسری طرف مناجات ہندی کے سرورق کی جو تفصیل گزشتہ صفحات میں دی گئی، اس سے پتا چلتا ہے کہ مصنف نے اسے ''دیوان'' ہی کا نام دیا ہے۔ جبکہ اس کے مشمولات میں چھ مسدس، سات مخمس اور قطعات شامل ہیں۔

(۳) دیوانِ حمد ایزدی کو مصنف کے اپنے الفاظ میں نصائح کا ماخذ و مبادی قرار دیا گیا ہے اور یہی درست ہے کیونکہ پورے دیوان میں نصائح پر مبنی اشعار کی تعداد، حمدیہ اشعار سے کہیں زیادہ ہے۔ پروفیسر شفقت رضوی لکھتے ہیں:

> ''پورے دیوان میں موجود اشعار کا موازنہ نصائح پر مبنی اشعار کی تعداد سے کیا جائے تو تناسب ایک اور چار کا ہوگا۔ اگر حمدیہ شعر ایک ہے تو اس کے مقابلے میں نصائح پر مبنی اشعار چار ہیں۔ اکثر یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ مطلع حمد میں ہے اس کے بعد ایک شعر اسی نوعیت کا ہے پھر نصیحتیں شروع ہو گئیں جن کا سلسلہ ۸/۱۰ اشعار تک جاری رہتا ہے۔ اس میں چند ہی غزلیں ایسی ملیں گی جو از ابتدا تا انتہا حمدیہ اشعار پر مشتمل ہوں''(۲۲)

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مناجاتِ ہندی میں بھی اگرچہ پند و نصائح موجود ہیں مگر ان کا تناسب 'دیوانِ ایزدی' کی نسبت کم ہے۔ دوسرے ان کے ہاں نصائح اور حمدیہ موضوعات ساتھ ساتھ چلتے ہیں مثلاً ان کی واسوخت سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد
خدا سے مانگ ہر بیداد کی داد
چھڑاتا ہے خدا رنج والم سے
خدا کرتا ہے بندِ غم سے آزاد(۲۳)

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بہ اعتبار مقدار بھی کنہیالال ہندؔی کی حمدیہ شاعری غلام سرؔور لاہوری کی نسبت زیادہ ہے۔ سرؔور صاحب کا دیوانِ حمدِ ایزدی ۹۷ صفحات پر جبکہ کنہیالال کا دیوان مناجات ہندی ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ دیوان کے علاوہ بھی کنہیالال کی کتاب بندگی نامہ (فارسی) اور مخزن توحید (فارسی) بھی حمد و مناجات پر مشتمل ہے۔ ایک اور خصوصیت ان کی تمام کتب میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے یہ ہے کہ وہ اپنی تمام کتب کا آغاز، جن کا تعلق نظم سے ہے یا نثر ہے، حمد سے کرتے ہیں اور یہ خصوصیت صرف انہی سے مخصوص ہے ہمیں اردو نظم سے قطع نظر، نثری کتب میں آغاز منظوم حمد سے کرنے کی روایت تا حال نظر نہیں آتی۔ مثلاً 'تاریخِ لاہور' جو ان کی منثور کتاب ہے کا آغاز ذیل کا حمدیہ اشعار سے ہوتا ہے:

وہ کیا ایک ہے ذات پروردگار
فقط بے شماری ہے جس کا شمار
وہ کیا ایک خالق ہے نام خدا
نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا

طویل حمد کے آخر میں کہتے ہیں:

بہ تعریف و توصیف پروردگار
بہ تشریح ذات خداوند گار
کرے کیا بیاں ہندؔی کم زباں
کہ ہے طول توحید کی داستان (۴۴)

اسی طرح ''تاریخ پنجاب' کے آغاز میں حمد و مناجات پر مبنی اشعار دیکھئے:

سب کا حاکم جناب باری ہے
حکم جس کا ہمیشہ جاری ہے
جتنے انساں ہیں یا کہ حیواں ہیں

ساری اس کے مطیع فرماں ہیں

......یا الٰہی مری خبر لیجیے

ہندیؔ زار پر نظر کیجیے(۲۵)

'بندگی نامہ' اور 'مخزن توحید' کا تو ذکر ہی کیا کہ دونوں فارسی میں حمد و مناجات کے دفتر ہیں۔ 'بندگی نامہ' میں خدا کے متعلق اپنے صوفیانہ اور عارفانہ تصورات اس طرح منظوم کرتے ہیں:

ذاتِ حق را ببیں تو در ہر چیز

باش مشغول در نکو کاری

ذاتش از جسم و جوہر است بری

مظہرش جن و انس و حور و پری

ذات حق را ہمیشہ می جویم

'وحدہ لا شریک' می گویم(۲۶)

دیوان مخزن التوحید، میں اپنے دیوان کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:

ہندیا کردۂ درین دیوان

راز وحدت عیان زہر مصرع(۲۷)

شکر حق ہندی کہ درحمد خداوند کریم

در زبان پارسی این عمدہ دیواں یافتم(۲۸)

'دیوان مناجات ہندی' کا باقاعدہ آغاز ۳۴ چونتیس بند پر مشتمل طویل حمدیہ نظم سے ہوتا ہے جو چھوٹی بحر میں لکھی گئی ہے اس سے قبل کے صفحات پر ایک مختصر حمد اور تمہید و عرض حال مصنف کے عنوان کے تحت شاعر نے اپنی کتب منظوم کا تعارف کروایا ہے اور دعا بھی کی ہے۔ نظم کیا ہے، شاعر کے صوفیانہ و عارفانہ ذوق کا مظہر ہے۔ پہلا بند فارسی میں ہے، دوسرے بند میں اسمائے الٰہیہ کو منظوم کیا گیا ہے:

وہی قادر و قیوم
وہی عادل و مظلوم
وہی راقم و مرقوم
وہی عاصم و معصوم
وہی موجد و معصوم
وہی ناظم و منظوم(۲۹)

اس کی پہلی ہی غزل ہمیں ہندیؔ کے تصورِ توحید سے آگاہ کرتی ہے۔ کہتے ہیں:

اے احد تجھ سے ہوا جلوہ عیاں توحید کا
لا مکانی سے نظر آیا مکاں توحید کا
مسلم اور ہندو تری وحدت کے قایل ہیں تمام
کلمہ پڑھتے ہیں سبھی خورد و کلاں توحید کا
ہے وجود جز و کل میں تیری وحدت کا وجود
نیست اور ہستی میں ظاہر ہے نشاں توحید کا
گنگ کلک دو زباں اپنی ہے وحدت سے مری
کہہ سکی ہندیؔ بھلا کیونکر بیاں توحید کا(۳۰)

ہندی کا انتخاب ردیف دیکھیے تو یا لطیف، الغیاث، کبریا، پروردگار جیسے الفاظ بطورِ ردیف نظر آتے ہیں۔ ان کے کلام میں جا بجا قرآنی مفاہیم اپنی درست صورت میں منظوم ملتے ہیں۔ مناجات ہندی کے موضوعات حمد و ثنائے الٰہ، مناجات، معاشرے کے احول، اور پند و نصائح پر مبنی ہیں۔ ہندیؔ جا بجا اپنا احوال بیان کر کے خدا تعالیٰ سے راہِ مستقیم پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں۔ روزِ حساب اور روزِ حشر سے ڈراتے ہیں۔ 'امر بالمعروف و نہی عن المنکر' پر مشتمل اشعار ان کے یہاں کثرت سے ہیں۔ خدا کو اتنی کثرت سے یاد کرتے ہیں اور بالخصوص اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ان کا ایمان، قابلِ رشک

ہے۔اپنی بندگی اور اس کی خدائی پر ان کا کامل ایمان ملاحظہ ہو:

نکال سکتے نہیں جس سے پاؤں اے ہندی
خدا کے بندوں کو ہے اس کی بندگی زنجیر (۴۱)

دیوانِ مناجاتِ ہندی میں غزلیات کے علاوہ چار ترکیب بند، واسوخت، چار ترجیع بند، سات مخمس، چار مسدس، سات قطعے اور پانچ رباعیات بھی ہیں۔ جو سب کی سب حمد و مناجات پر مبنی ہیں۔ دوسرے ترکیب بند کے آخری مناجاتی بند کے چند دلکش اشعار دیکھیے جن میں ہندؔی کی عاجزی انکساری، اعتراف درماندگی و گناہ گاری ایک مخلص مسلمان کے جذبات سے قطعاً مختلف نہیں۔ کہتے ہیں:

تیرا بندہ ہے ناتواں ہندؔی
تیری الفت پہ جاں فشاں ہندؔی
کس زباں سے کرے تری تعریف
عاجز و زار و بے زباں ہندؔی
اے خدائے جہاں ترے در کو
چھوڑ کر جائے اب کہاں ہندؔی
اپنی حالت کو دیکھ کر یارب
ہے ندامت میں ہر زباں ہندؔی
کب تلک اے کریم بندہ نواز
کرے فریاد اور فغان ہندؔی
تیرا وصاف ہے کنہیا لال
ہے فقط تیرا مدح خواں ہندؔی
ہندئ زار پہ کرم کیجیے
دور سب اوسکا رنج و غم کیجیے (۴۲)

کنہیالال ہندی کے دیوان کے مطالعے سے ہمیں ایک ہندو شاعر کے ایمان باللہ اوراس کی وحدانیت ، ربوبیت، رزاقیت، قادریت، صمدیت غرض تمام اوصاف کے صدقِ دل سے اعتراف پر خوشی محسوس ہوتی ہے اور اس امر کا دل میں یقین مزید پختگی سے بیٹھ جاتا ہے کہ کوئی بھی انسان، عہدِ الست کا انکار نہیں کرسکتا اور توحید کا اعتراف اس کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔نیز یہ کہ حدیث نبویؐ کے مطابق:مامن مولود یولدعلی الفطرۃ......الخ (۴۳)

اس لئے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک غیر مسلم بھی سچا موحد ہوسکتا ہے۔مگر ایمان لانے میں یقیناً اس کے والدین کی ابتدائی ذہنی پرداخت و پرورش رکاوٹ بن جاتی ہے۔اسی لئے ہندی جیسا پرستارِ وحدت بھی اپنے کلام میں نصیحت کرتا ہے کہ:

رسم و راہِ غیر پر ہرگز نہ چلنا دوستو
اپنا مذہب چھوڑ کے یا اپنی ملت چھوڑ کے(۴۴)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) طاہر سلطانی:اردو حمد کا ارتقاء، کراچی:جہان حمد پبلی کیشنز،طبع اوّل ۲۰۰۴ء،ص ۵۸

(۲) مذکورہ حوالہ،ص۲۲۴

(۳) مذکورہ حوالہ،ص۲۲۳،۲۲۴

(۴) غوث میاں:انتخاب حمد، کراچی:حضرت حسانؓ حمدونعت بینک،باراوّل ۱۹۹۸ء،ص ۲۱

(۵) سحر انصاری:مقدمہ،حمد نامہ، شیبا حیدری،کراچی: ایس این پبلشرز، ۱۹۹۸ء،ص ''ع''

(۶) سید عبداللہ: ڈاکٹر:تقریظ،الحمد، مظفر وارثی،لاہور:ماوراپبلشرز،۱۹۸۴ء،ص ۷

(۷۔۸) غلام سرور لاہوری:دیوان حمدایزدی، کانپور:مطبع نامی منشی نول کشور،۱۹۰۹ء،ص۹۹

(۹) حمید ہاشمی، محمد اسلم انصاری: لاھــور میــں دفــن خــزیــنــے، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص ۲۶۷

(۱۰) مسرت یاسمین: کنھیا لال ھندی لاھوری، شخصیت و شاعری، مقالہ برائے ایم۔اے فارسی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور: (۱۹۹۰ء۔۱۹۹۲ء)، ص ۱۴

(۱۱) لاھور میں دفن خزینے، ص ۲۶۸

(۱۲) کمرا ی منہاس: لاہور کے مورخ، (مضمون) مشمولہ، نــقــوش، لاہور نمبر ۲، شمارہ نمبر ۹۲، فروری ۱۹۶۲ء، لاہور: ادارہ فروغ اردو، ص ۹۸۲۔۹۸۳

(۱۳) کنھیا لال ھندی لاھوری، مقالہ برائے ایم۔اے فارسی، ص ۴۰

(۱۴) رائے بہادر کنہیالال: دیــوان مــنــاجــات ھــنـدی، لاہور: وکٹوریہ پریس، بار ششم ۱۸۸۲ء، ص ۲۳۲

(۱۵) دیوان مناجات ھندی: سرورق

(۱۶) مذکورہ حوالہ، ص ۲۔۴

(۱۷) مذکورہ حوالہ، ص ۲۳۰

(۱۸) مذکورہ حوالہ، ص ۲۳۱

(۱۹۔۲۰) مذکورہ حوالہ، ص ۲۳۲

(۲۱) غلام سرور لاہوری: دیوان حمد ایزدی، سرورق

(۲۲) شفقت رضوی، پروفیسر: اردو میں حمد گوئی، کراچی: جہان حمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص ۱۱۶

(۲۳) دیوان مناجات ھندی، ص ۱۹۶

(۲۴) کنہیالال ہندی: تاریخ لاھور، لاہور: تخلیقات، س ن، ص ۱۷۔۱۸

(۲۵) کنہیالال: تاریخ پنجاب، لاہور: وکٹوریہ پریس، ۱۸۸۱ء، ص ۲

(۲۶) کنہیالال ہندی: بندگی نامہ، کان پور: منشی نول کشور، ۱۸۷۳ء، ص ۵

(۲۷) کنہیالال ہندی:مخزن التوحید،لاہور:وکٹوریہ پریس،۱۸۸۰ء،ص۱۳۶

(۲۸) کنھیا لال ھندی لاھوری:ص۱۶۷

(۲۹) دیوان مناجات ھندی،ص۶

(۳۰) مذکورہ حوالہ،ص۴۰

(۳۱) مذکورہ حوالہ،ص۷۶

(۳۲) مذکورہ حوالہ،ص۱۴۰

(۳۳) صحیح مسلم شریف :ج ا،مع مختصر شرح نووی(مترجم)علامہ وحید الزمان،لاہور: نعمانی کتب خانہ،۱۹۸۱ء،ص۲۶۴

(۳۴) دیوان مناجات ھندی،ص۱۵۰

✿✿✿